رجسٹرڈ ایل۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

الحکم

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر

قیمت سالانہ [illegible]

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی ❖ دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

جلد | قادیان دار الامان دہم محرم الحرام ۱۳۱۸ھ مطابق دہم مئی سنہ ۱۹۰۰ء | نمبر

وفاتِ المسیح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ اللہ العلی العظیم و نصلی علی رسولہ الکریم

میں بعض احباب کی اطلاع کے لئے حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات کے متعلق قرآن کریم کی آیت وَمَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَھُمْ کے بارے میں جس قدر تحقیقات ہوئی ہے عرض کرتا ہوں تاکہ خود قرآن مجید میں سے ناظرین موافقین کے لئے موجب بصیرت اور مخالفین کے لئے ایک بین حجت ہو۔ اور ایسا ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بابت آیت وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ سے جو طریقہ مفسرین میں ایک نہایت معرکہ کی آیت ہے۔ جسقدر ناقص ذہن نے استنباط کیا ہے قلم بند کر کے اللہ تعالیٰ سے بجز اء بالخیر کا راجی ہوتا ہوں۔

سو واضح ہو کہ آیت شریفہ وماقتلوہ وماصلبوہ و لکن شبہ لھم میں اللہ تعالیٰ نے قتلوا اور صلبوا دو الفاظ اس لئے اختیار فرمائے ہیں تاکہ حضرت مسیح علیہ السلام کا دامن قتل اور صلیب کے ذریعہ مارا جانے سے پاک کیا جائے۔ کیونکہ توریت میں آیا ہے کہ جھوٹھا نبی قتل کیا جائیگا۔ پس اگر مسیح قتل کئے جاتے تو نعوذ باللہ آپ جھوٹھے ٹھیرتے۔ اور مصلوب کے متعلق توریت میں لکھا ہے۔ کہ جو گنہگار لکڑی پر لٹکایا جائے وہ ملعون ہوتا ہے۔ اس لئے مسیح اگر صلیب کے ذریعہ قتل کئے جاتے تو نعوذ باللہ ملعون ہو جاتے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح کو ان دونوں الزاموں سے بری کرنے کے لئے قتل اور صلیب کی نفی کی اور فرمایا کہ یہود نے نہ مسیح کو قتل کیا اور نہ صلیب کے ذریعہ مارا۔ پس اس سے الفاظ مذکورہ بالا کے استعمال کی وجہ موجہ پیدا ہو گئی۔

اس کے بعد وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَھُمْ

کا فارہ ہے - ولکن - استدراک - اور رفع وہم اور عطف کے لئے آتا ہے - مگر اسجگہ ولکن نے اس سابقہ وہم کا استدراک کیا ہے کہ جب کہ حضرت مسیحؑ سے قتل اور صلیب کی نفی کر دی گئی ہے - اور وہ قتل اور صلیب کے ذریعہ نہیں مارے گئے - جیسا کہ اہل کتاب کا اتفاقی عقیدہ ہے تو اور کیا ہوا؟ اب ہم آیت مذکورہ کے اصلی اور حقیقی معنوں میں غور کرتے ہیں جو خود آیت سے ثابت ہوتے ہوں اور یہود اور دور از کار قصوں اور جھگڑوں کا فیصلہ کرتے ہوں - سو چونکہ شُبِّہَ کا لفظ واحد مذکر غائب ماضی مجہول کا صیغہ ہے جو تشبیہ مصدر سے بنایا گیا ہے اور لغت میں تشبیہ کے معنے ایک چیز کو دوسری چیز سے کسی ایک وجہ وصف میں مشابہ بنانے کے ہیں - اور جب کسی چیز کو دوسری چیز سے تشبیہ دی جاتی ہے تو اُس میں تین چیزیں ضرور ہوتی ہیں - ایک مُشَبَّہ یعنی جس کو دوسری چیز کا ہم مثل بنایا جائے دوسری مُشَبَّہ بِہ یعنی جس کے ساتھ ہم مثل بنایا جاوے - تیسری وجہ شبہ یعنی وہ صفت جس میں دو چیزوں کو ہم مثل بنایا گیا ہو - اس لئے جب ہم شُبِّہَ کے لفظ کے متعلق ان تینوں چیزوں کی اس کے ماقبل اور مابعد میں تلاش کرتے ہیں تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس جگہ شُبِّہَ ماضی مجہول کا مفعول مالم یسم فاعلہ عیسیٰ بن مریم رسول اللہ مسیح ہے جو اس کے ماقبل [illegible] اور مقتول اور مصلوب [illegible] لفظ [illegible] قتلوا و صلبوا [illegible] اور صرف صلیب پر چڑھانا [illegible] حقیقی طور پر صلیب کے ذریعہ مارا - کیونکہ

اگر وہ صلیب پر مارے جاتے تو مشابہ بالمصلوب نہ بنتے - بلکہ خود عین مصلوب ہو جاتے اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ یہود نے حضرت مسیح کو قتل اور صلیب پر نہیں مارا - بلکہ وہ صلیب پر چڑھائے گئے - اور غشی طاری ہو جانے کی وجہ سے مشابہ بالمصلوب ہو گئے حقیقی طور پر مارے نہیں گئے - سو اس جگہ قرآن شریف نے یہود و نصاریٰ کے اس جھگڑے کا فیصلہ کیا جو یہود کہتے ہیں کہ ہم نے مسیح کو صلیب کے ذریعہ مار ڈالا اور نعوذ باللہ بزعم خود اسکو لعنتی اور ابدی جہنمی بنا دیا اور نصاریٰ مسیح کی وہی لعنتی موت لے کر کفارہ کی بنیاد قائم کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ صرف تین دن کے لئے لعنتی اور جہنمی ہوا - اس لئے کہ اس نے ہمارے گناہ اپنے اوپر لادے اور تھوڑی دیر کے لئے لعنت اور جہنم کو اختیار کیا - اب جھگڑا صرف یہ رہا کہ معاذ اللہ یہود کے نزدیک مسیح تو ابدی جہنمی ہے - اور عیسائیوں کے بھولے خیال میں اگرچہ صرف تین دن کے لئے لعنتی ہوا اور اس کے بعد آسمان پر اُٹھایا گیا اور باپ کے داہنے ہاتھ جا بیٹھا - مگر حسب قاعدہ توریت یہود کے اعتراض سے عیسائی مخلصی حاصل نہیں کر سکتے ؛

رہی یہ بات کہ پھر قرآن کریم نے اس تعلیم کو کسطرح مٹایا سو کلام مجید نے مسیح کی نسبت قتل اور صلیب ہر دو قسم کی موت کی نفی اور جھوٹ اور لعنت کے الزام سے بری کیا - ہیں ولکن شبہ لھم سے معلوم ہوگیا کہ وہ مسیح کی صلیبی موت کے کیسے قائل ہیں - دراصل مسیح کو مشابہ بالمصلوب بنایا گیا - اسی سے ان کو شبہ پیدا ہوا کہ شاید وہ صلیب سے مارا گیا ہے - اسی کی موید یہ آیت وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ - قابل غور ہے کہ قرآن شریف

نے اُن کے اختلاف کو کیسا صاف کر دیا اور فرمایا کہ مسیح بشابہ بالمصلوب ہونے کی وجہ سے اُن کو حقیقی مصلوب ہونے کی بابت دھوکا لگا اسی لئے اس کے بعد کی آیتوں میں ظاہر فرمایا - کہ اُن کو مسیح کے مصلوب ہونے کا یقین نہیں - یعنی صلیب سے اُس کے مارے جانے کے وجوہات قوی نہیں - بلکہ صرف ظن ہی ظن ہے - اگر کوئی یقینی امر ہے ...... تو یہ ہے کہ وہ صلیب کے ذریعہ نہیں مارا گیا - بلکہ وہ ایسی طبعی موت سے مرا جس کے بعد ابرار کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے اُٹھایا جاتا ہے - اس تمام تقریر سے مفسرین کا وہ بناوٹی قصہ بھی کہ کوئی یہودی حضرت مسیح کی مانند بنا کر صلیب دیا گیا تھا - اور مسیح کو زندہ بالجسد آسمان پر اُٹھایا گیا تھا - بالکل باطل ثابت ہوا - اس لئے کہ شُبِّہَ ماضی مجہول کا مفعول مالم یسم فاعلہ اسکی ضمیر مستتر ہے - جو ماقبل کی طرف پھرتی ہے اور حسب قاعدہ کوئی مرجع اُسکا لفظاً یا معنیً پہلے مذکور ہونا چاہیئے - پس اگر اُس کا مرجع کوئی نامعلوم یہودی قرار دیا جائے - جسکا ذکر نہ صراحۃً نہ کنایۃً پیچھے مذکور ہے تو اضمار قبل الذکر لازم آئے گا - جو فصحا کے کلام میں بالکل ممنوع ہے - کیونکہ جیسا ابھی گذرا ہے صیغہ مذکور کا مفعول مالم یسم فاعلہ عیسیٰ مسیح ہے جسکا ذکر ماقبل میں ہے -

اس کے بعد آیت وما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ چونکہ اسجگہ اللہ تعالیٰ نے ماصلبوہ کو بالکل حذف کر دیا اور صرف ما قتلوہ یقیناً فرمایا اسمیں یہی حکمت معلوم ہوتی ہے - کہ صلیب کی مطلق نفی منظور نہیں ہے - بلکہ بتلانا منظور ہے کہ گو مسیح صلیب کے ذریعہ نہیں مارا

گیا۔ اور تکمیل فعل میں یہود ناکام رہے ہیں۔ گر تکمیل فعل میں تو قاصر نہیں ہوئے۔ چنانچہ ما قبل کی آیت میں ثابت ہو چکا ہے۔ کہ مشابہ بالمصلوب بنایا گیا تھا۔ اسی لئے اللہ تعالے نے جو عزیز و حکیم ہے۔ وما قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا فرماکر مسیح کو قتل یہود سے بالکل پاک کر دیا۔ اور صلیبی فعل کی تکمیل سے یاد رکھکر اپنی طرف رفعت اور عزت بخشی اور اپنے وعدہ کو ایفا فرمایا جو آیت يَا عِيْسٰى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ الخ میں کیا ہے۔ اور طبعی موت کے بعد اپنی طرف رفع بخشا کیونکہ اللہ تعالے کیطرف وفات کے بعد رفع ہوا کرتا ہے کوئی مرے بغیر اس عالم سے نقل کرکے اللہ تعالے کے پاس بجسد العنصری نہیں جا سکتا۔ یہی قدیم سنت اللہ ہے جسکا کبھی تخلف نہیں ہوا۔ اور جب رفع کا صلہ الیٰ ہو تو اس کے معنی رفع درجے کے ہوا کرتے ہیں۔ جیساکہ صراح میں ہے۔ خصوصاً اس جگہ جب کہ رافع اللہ تعالیٰ کی طرف ہے۔ جس کی کوئی جہت نہیں۔ تو پھر رفع درجہ کے سوا اس کے کوئی اور معنی کرنا صرف نادانی ہی نہیں بلکہ خسران ایمان کا اندیشہ ہے۔

اور آیت وماقتلوہ یقیناً سے یہ ثابت ہوگیا کہ حضرت مسیح نہ قتل ہوکر جھوٹے نبی بنے اور نہ لعنتی موت سے مرکر ملعون ہوئے بلکہ ایسی موت سے فوت ہوئے جس کے بعد ابرار کا رفع ہوا کرتا ہے اس تحقیق سے ہمارے [illegible] کی فاش غلطی ثابت ہو [illegible] کے معنے حضرت مسیح [illegible] اٹھایا جانا بیان کرتے ہیں۔ اور جس [illegible] اس آیت [illegible] آیت اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ [illegible] اور

تخالف وعدہ لازم آتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی ذات سے بالکل ممنوع ہے۔ اس تمام تقریر کا ماحصل یہ ہے کہ یہودیوں نے حضرت مسیح کو ہرگز ہرگز صلیب اور قتل کے ذریعہ نہیں مارا۔ انہوں نے کوشش کی تھی۔ کہ صلیب دیکر مسیح کو لعنتی موت کا مزہ چکھائیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے جیساکہ آیت ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین میں ہے انکی شرارت اور بد اندیشی اور منصوبہ کا خود انہیں کو اسطرح مزہ چکھایا کہ حضرت مسیح کو جیساکہ شبّہ کے گذشتہ مضمون سے واضح ہوچکا ہے۔ صرف مشابہ بالمصلوب بناکر صلیب کی حقیقی موت سے بچالیا اور صلیب پر غشی طاری ہوجانے کی وجہ سے یہودیوں کو احتمال ہوا۔ کہ وہ صلیب پر مرگئے۔ مگر وہ تو مرے نہیں تھے صرف بوجہ غشی مشابہ بالمصلوب ہوگئے اور اللہ تعالے اپنی تدبیر میں ان پر غالب رہا۔ جیساکہ اس نے فرمایا تھا۔ کہ انہوں نے بھی تدبیر کی اور ان کے مقابل اللہ نے بھی تدبیر سے کام لیا۔ اسطرح سے اللہ تعالے نے مسیح کو صلیبی موت سے بچالیا۔ اور اپنے وعدہ کے موافق طبعی موت کے بعد اپنی طرف رفعت بخشی۔ پس آیت وماقتلوہ یقیناً کا خلاصہ مفہوم یہی ہے۔

اس کے بعد آیت وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ہے۔ جہانتک غور و فکر سے کام لیا جاتا ہے یہ آیت زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تعلق رکھتی نظر آتی ہے۔ کیونکہ [illegible] دلائل و جوہات اور وجوہات [illegible] کا ایک روشن اور [illegible] ثبوت پیش کرتے ہیں۔ اور تمام

تمام ممکن اور جائز احتمالات کو بکلی ناقص اور مجروح اور ساقط قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ از انجملہ پچھلی آیتوں سے اسکی مناسبت اور تعلق ہے کیونکہ انمیں حضرت مسیح علیہ السلام کے لعنتی اور رفعی موت کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اور چونکہ اللہ تعالیٰ کے کامل علم و حکمت نے اس کی حقیقت کے انکشاف اور ثبوت کے پورے دلائل اور وجوہات آخری زمانہ سے پیشتر نہیں فرمائے۔ اس لئے حضرت مسیح کے رفع اور موت کی تحقیقات کی اس وقت سے پہلے کچھ ضرورت نہیں تھی۔ جب تک کہ صلیبی مذہب اپنی تمامتر کمالات کو نہ پہونچے۔ اور مسیح زندہ آسمان پر چڑھانے اور پھر زندہ ہی آسمان سے اتارنے میں پورا پورا غلو نہ کیا جائے جس سے اسلام کے اعتقادی اور بنیادی مسائل ختم نبوت اور عدم تبدیل سنت الہیہ وغیرہ کی سرے سے جڑ اکھڑتی ہے اور جب کہ قرن اول میں اس مسئلہ میں اختلاف نظر نہیں آتا۔ بلکہ صحابہ اور تابعین کا قرن مسیح کی رفعی موت پر متفق معلوم ہوتا ہے۔ تو پھر اس کی تحقیق و تدقیق کی کیا حاجت تھی۔ البتہ اس آخری زمانہ میں نہایت ضروری تھا کہ جو یہ مسئلہ بخوبی منقح اور صاف کیا جائے۔ جب کہ یہ تمام امور اپنے کمال کو پہونچ گئے یعنی مسیح زندہ آسمان پر چڑھایا گیا اور بجسد خاکی اس کا نزول مانا گیا۔ جسکی عملی حالت میں ختم نبوت کا انکار ہے۔ اور صلیبی مذہب کی سراسر حمایت ہے یہی وجہ ہے کہ مسیح موعود آخر الزمان کا کام کسر الصلیب بتلایا گیا ہے۔ پس جب کہ پہلی آیتوں میں مسیح کی موت کا جھگڑا ہے۔ اور مسیح کی لعنتی اور مرفوع نہیں اہل کتاب کا اختلاف ہے اس لئے آیت مذکورہ

بالامیں فرمایا کہ ایک زمانہ ایسا ہوگا - کہ تمام اہل کتاب کو حضرت مسیح کی رفعی موت ماننی پڑے گی اور یہ بات مسئلہ مذکور کی کامل روشنی کی طرف اشارہ ہے کہ آخری وقت میں یہ مسئلہ ایسا بدلائل مبرہن اور واضح کرکے بپایۂ ثبوت پہونچایا جائے گا - کہ کوئی کتابی اس سے گریز نہ کرسکے گا ۔ ازانجملہ حضرت ابوہریرہ کی حدیث **والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل** .... جسکا آخری فقرہ **ثم یقول ابوھریرۃ فاقرءوا ان شئتم وان من اہل الکتب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ** الآیہ متفق علیہ اس کی مؤید ہے کیونکہ جیساکہ یہ حدیث مسیح موعود کی پیشگوئی پر مشتمل ہے ایسا ہی یہ آیت بھی اُسی مسیح کے متعلق ہے - اور چونکہ حدیث میں مسیح موعود کا کام کسر صلیب بتلایا گیا ہے اور کسر صلیب کرنا اور رفع مسیح منوانا ایک ہی بات ہے - جب مسیح کا رفع ثابت کردیا جائے - تو معًا صلیب کا عقیدہ باطل ہو جاتا ہے - کیونکہ صلیب کا مدار مسیح کی لعنت پر ہے اس لیے آیت مذکورہ میں ضمیر **بہ** کا مرجع رفع مسیح قرار دینا نہایت ہی قرین قیاس بلکہ اس معنی کے لئے نص قاطع ہے - ازانجملہ جب ہم اس آیت کی ترکیب نحوی پر غور کرتے ہیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ بہ کا مرجع مفرد مذکر ماقبل کی متصل آیت میں رفع کا لفظ **رفعہ اللہ** میں بادنی التغیر موجود ہے اور اس کے باقی تمام ممکن مراجع میں یہ خوبی نہیں پائی جاتی اور علاوہ بریں سیاق کلام بھی رفع مسیح کو چاہتا ہے اور خود لیؤمنن کا لفظ ہی مرجع رفع کو معین کرتا ہے - کیونکہ لیؤمنن کا لفظ کسی ماننے والی چیز کو جس کا ماننا اہل کتاب کی نوعی نجات کا موجب ہو ضروری ہے اور صاف ظاہر ہے کہ پہلی آیتوں میں وہ امر رفع مسیح ہی ہے - اور نہیں ۔ ازانجملہ لیؤمنن کا لفظ تین چیزوں منوانے والے - ماننے والے - ماننے کی چیز کے وجود کو لازم قرار دیتا ہے - کیونکہ کسی چیز کا ماننا جب کہ اُسکو پہلے نہ مانا گیا ہو کسی خارجی محرک کو چاہتا ہے بجز خارجی تحریک کے کسی غیر مسلم امر کے ماننے کے لئے کوئی شخص مجبور نہیں ہوسکتا - پس اس لفظ میں ماننے والے اور ماننے کی چیز کا گویا لفظًا ذکر موجود ہے - اور منوانے والا بھی ضمنًا مذکور ہے - جو رفع مسیح کا منوانے والا ہے اور وہی مسیح موعود ہے جسکا کام کسر صلیب ہے - اور جو لیؤمنن کے ضمن میں اور مسیح کے لفظ میں اسوجہ سے مسیح اسرائیلی اور مسیح موعود کے درمیان مشترک ہے کہ گویا مذکور ہے - اسلئے **موتہ** کا مرجع مسیح موعود قرار دینے میں کوئی نقص عائد نہیں ہوتا - اور ایسے مرجع کی مثال قرآن شریف میں بھی آچکی ہے - جیساکہ سپارہ ۱۹ سورۃ الشعراء میں ہے، **فاخرجناھم من جنٰت و عیون وکنوز ومقام کریم کذلک - واورثناھا بنی اسرائیل** - اس آیت میں **ھا** کی ضمیر کا مرجع وہی جنٰت وعیون وغیرہ ہیں جنکو فرعونی پیچھے چھوڑ کر ہلاک ہوگئے تھے - لیکن کوئی تاریخ شہادت نہیں دیتی - کہ بنی اسرائیل مصر سے نکلنے اور مصر کے تباہ ہونے کے بعد پھر فرعونیوں کے متروکہ مکانات وغیرہ کے وارث ہوئے - بلکہ وہ سب کچھ تباہ ہوگیا تھا - اور بنی اسرائیل کو جب وعدہ حضرت ابراہیم علیہ السلام شام اور ارض مقدسہ میں ویسے ہی باغات و مکانات وغیرہ ملے جیسا کہ دوسری آیت میں پاک کلام مجید اس کی تصریح فرماتا ہے - چنانچہ سپارہ - ۹ - سورۃ الاعراف میں آیا ہے - **واورثنا القوم الذین یستضعفون مشارق الارض ومغاربھا التی بارکنا فیھا - وتمت کلمت ربک الحسنی علی بنی اسرائیل بما صبروا ودمرنا ماکان یصنع فرعون وقومہ وما کانوا یعرشون** ۔ یعنی ہم نے بنی اسرائیل کی ضعیف قوم کو اُس زمین کے مشرق اور مغرب کا وارث بنایا - جسمیں ہم نے برکت رکھی تھی اور تیرے رب کا مبارک وعدہ بنی اسرائیل کے لئے اُن کے صبر کرنے کی بدولت پورا ہوا اور ہم نے فرعون اور اُسکی قوم کے تمامی ساختہ پرداختہ کو تباہ کردیا - اور ایسا ہی اُن کے انگور وغیرہ کے باغات کو - پس پہلی آیت میں **ھا** کی ضمیر کا مرجع مصر کے باغات وغیرہ تو قرار نہیں پاسکتے کیونکہ وہ تو حسب مضمون آیت ثانی تباہ کردیے گئے تھے - لیکن باشتراک لفظی اُسکا مرجع وہ باغات وغیرہ ہیں - جو بنی اسرائیل کو شام کے ملک میں ملے - اب اس سے ثابت ہوگیا - کہ اشتراک لفظی کے طور پر اگر ایک چیز کا ذکر ماقبل میں کیا جائے تو دوسرے مشارک فی اللفظ چیز کیطرف گو لفظًا اُس کا ذکر نہ ہو - ضمیر پھیر دینا جائز ہے کیونکہ اگرچہ وہ صراحۃً مذکور نہ ہو - مگر ضمنًا مذکور ہوتی ہے - اب **موتہ** کا ضمیر مسیح موعود کی طرف پھیرنے کے واسطے دو وجہ موجبہ معہ شہادت قرآنی پیدا ہوگئی

موعود (غلام)

لہذا اسپر کوئی محذور باقی نہ رہا + از انجملہ بہ کے دیگر ممکن مراجع اور جائز احتمالات کا یکلی باطل اور مجروح ہونا ہے۔ سو واضح ہو کہ آیت مذکورۃ الصدر میں بہ اور موتہ کی تعیین مرجع میں مفسرین کا اختلاف ہے۔ گو مختصر تقریر ان کے کامل اختلاف کے بیان کی برداشت نہیں کر سکتی۔ تاہم بعض جائز احتمال اور ان کا نقص اور تردید ہی بیان کیا جاتا ہے۔ سو پہلا ضمیر بہ کا ہے جو حسب قاعدۂ نحو جیساکہ واحد مذکر ہے اس کا مرجع بھی واحد مذکر اور جہانتک ہوسکے رکوع کی مذکورہ بالا متصل آیت میں سے کوئی لفظ بامعنی ہونا چاہیے جو سیاق کلام کے مطابق ہو۔ اور جو معنے اس سے پیدا ہوں وہ ہمیں علاوہ مفید ثابت ہونے کے ایک قوت اور شوکت بھی محسوس ہو۔ ممکن وجوہات حسب ذیل ہیں اور بادی النظر میں دونو ضمائر کے ممکن عام مراجع اسقدر قرار پاسکتے ہیں۔ بہ کے موقعے یہ ہیں۔

(۱) مرجع کتاب جسکا ابتدار رکوع میں ذکر ہے۔ (۲) محمد صلے اللہ علیہ وسلم جو رکوع کے ابتدا میں مخاطب ہیں (۳) عیسی ابن مریم جنکی نبوت سے یہودیوں کو انکار ہے (۴) صلیبی واقعہ کا وقوعہ جو ماقبل کی آیت میں مذکور ہے (۵) صلیبی واقعہ کی غلط فہمی (۶) حضرت مسیح کا رفع یا رفعی موت جو ماقبل کی متصل آیت میں ہے + اور موتہ کے مراجع اس قدر بن سکتے ہیں (۱) اہل کتاب جنکا ذکر خود اس آیت میں ہے (۲) مسیح بنی اسرائیل (۳) مسیح موعود جسکے زمانہ اور کارروائی کے متعلق یہ آیت ہے + لیکن بہ کا پہلا اور دوسرا مرجع موتہ کے پہلے مرجع کے ساتھ سیاق کلام سے بالکل منافی ہیں اور دوسرے مرجع کے ساتھ کچھ معنے نہیں پیدا کرتے۔ اور تیسرے مرجع کے ساتھ اگرچہ یہ معنی بنتے ہیں۔ کہ مسیح موعود کی وفات سے پہلے ہر ایک اہل کتاب قرآن اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو مان لے گا۔ مگر یہ بھی سیاق کلام کے خلاف ہیں + اور بہ کا تیسرا مرجع موتہ کے پہلے مرجع کے ساتھ جسکے یہ معنے ہیں کہ ہر ایک اہل کتاب مسیح کی نبوت کو اپنے مرنے سے پہلے مان لے گا صرف جبر ہی جبر ہے جسپر کوئی عقلی اور عیانی ثبوت نہیں۔ اور علاوہ بریں ایسا ایمان نہ کتابی کے لئے مفید ہے اور نہ غیر کے لئے باعث عبرت ہوسکتا ہے۔ اور دوسرے مرجع کے ساتھ یہ معنی بنتے ہیں کہ ہر ایک اہل کتاب مسیح پر مسیح کے مرنے سے پہلے ایمان لائے گا۔ ہمارے مخالف جو حیات مسیح پر مر رہے ہیں وہ اس آیت کے یہی معنی دلیل میں پیش کرتے ہیں اور وجہ استدلال یہ بتلاتے ہیں کہ اس آیت سے تمام اہل کتاب کا مسیح پر ایمان لانا اس کی زندگی میں ضروری سمجھا جاتا ہے۔ پس جب تک سارے اہل کتاب اس پر ایمان نہیں لاتے۔ آپ کی زندگی کا پیالہ لبریز نہیں ہونے کا + اور چونکہ ابھی تمام اہل کتاب ایمان نہیں لائے اس سے ثابت ہوا کہ وہ مرے بھی نہیں۔ لیکن اول تو ان دانشمندوں سے کوئی پوچھے کہ کسی نبی پر ایمان لانے کے لیے اس کی زندگی کیوں ضروری ہے اور ایمان لانے کو اس کی زندگی کے ساتھ کیا تلازم اور تناسب ہے۔ کیا ایمان لانے میں کسی نبی سے تحریر معاہدہ لکھائی جاتی ہے تاکہ وہ نبی کہیں اس معاہدہ سے انکار نہ کر دے اور کہہ نہ بیٹھے کہ تو مجھپر کب ایمان لایا اور تیرے پاس کیا ثبوت ہے۔ نعوذ باللہ کوئی اور بدظنی ہے کہ بغیر دیکھے ایمان لانے میں دھوکا نہ کھاجائے۔ بفرض محال اگر ایمان لانا زندگی کو مستلزم ہے تو پھر کیوں یہ منصب زندگی قیامت تک رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے تجویز نہ کیا گیا۔ جنپر ایمان لانا موجب نجات اخروی ہوسکتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ ہمارے مخالف مسیح کی حیات خام کی امید میں اپنے خاتم الانبیاء علیہ الصلوۃ والتسلیم کی شان میں ہر پہلو سے ہجو ملیح کے مرتکب ہوئے۔ اور نادان دوست ہوئے چلے عرض ہے کہ یہ عقیدہ جو مسیح آسمان سے لٹکتا ہوا ان کے سلسلے اترے۔ تب ایمان لائیں کسقدر ایمان بالغیب کا دشمن عقیدہ ہے۔ ونعوذ باللہ من مفاسدھا

دوسرا امر لائق توجہ یہ ہے کہ اس آیت کو مسیح اسرائیلی کی حیات و ممات سے کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ اس کے ماقبل کی آیت بل رفعہ اللہ الیہ نے مسیح کی وفات کا سارا جھگڑا طے کر دیا۔ اور اسے نہیں چھوڑا جب تک کہ رفعی... موت سے حسب وعدہ وفات رفعی نہیں دی۔ جیساکہ پیشتر مذکور ہو چکا۔ اس کے بعد مسیح کی حیات کا خیال تک دل میں لانا محض دیوانگی اور جنون نہیں تو اور کیا ہے۔ تیسرا امر قابل غور یہ ہے کہ اس معنے کے بطلان کے واسطے ان دونوں آیات کا تناقض کافی دلیل ہے۔ کیونکہ پہلی آیت بل رفعہ اللہ الیہ نے تو یقیناً موت ثابت کی جسمیں کسی اور معنے کا احتمال نہیں۔ اب اگر دوسری آیت حیات کو ثابت کرے تو گویا ماننا پڑے گا کہ مسیح دوبارہ زندہ ہوکر آخری وقت میں دوسری موت کا مزہ چکھیں۔ اور

یہ معنے آیۃ ویمسک التی قضیٰ علیھا الموت کے بالکل برخلاف ہیں اور ایک برگزیدہ نبی کے لئے سکرات موت کا وہ مرتبہ جائز رکھنا پڑا جو کسی مجرم کے لئے بھی نہیں ہو سکتا۔ چوتھا امر توجہ طلب یہ ہے کہ یہ معنے آیۃ والقینا بینھم العداوۃ والبغضاء الیٰ یوم القیٰمۃ سے بھی یہود کے قیامت تک باقی رہنے کی وجہ سے باطل ثابت ہوتے ہیں۔ پس یہ معنی ہر پہلو سے لغو اور پوچ ہیں ٭ اور بہٖ کا تیسرا مرجع موتہٖ کے تیسرے مرجع کے ساتھ برخلاف سیاق معنی پیدا کرتا ہے۔ لہٰذا وہ بھی منقوض ہے ٭ بہٖ کا چوتھا مرجع موتہٖ کے پہلے مرجع کے ساتھ ملانے میں وہی نقص ہے جو بہٖ کے تیسرے مرجع اور موتہٖ کے پہلے مرجع کے ملانے میں عائد ہوا اور موتہٖ کے دوسرے مرجع کے ساتھ یہ معنے پیدا کرتا ہے۔ کہ ہر ایک اہل کتاب صلیبی واقعہ کے وقوع کو مسیح کی موت سے پہلے مان لے گا۔ لیکن جس صورت میں قبل موتہٖ لیؤمنن کی طرف نہیں۔ تاکہ وہی تناقض پیدا ہو۔ جو بہٖ کا تیسرا مرجع اور موتہٖ کا دوسرا مرجع مقرر کرنے میں پیدا ہوا تھا کیونکہ یہ احتمال بھی مسیح کی حیات یا دوبارہ زندگی کو چاہتا ہے۔ بلکہ قبل موتہٖ بہٖ کے چوتھے مرجع کی طرف ہے۔ اس لئے اس کے یہ معنی ہوئے کہ ہر ایک اہل کتاب صلیبی واقعہ کے وقوعہ کو جو مسیح کی موت سے پہلے وقوع میں آیا ہے مان لے گا یعنی حضرت مسیح صلیب سے نہیں مارے گئے بلکہ وہ اس کے بعد رفعی موت سے مرے ہیں۔ اگرچہ یہ معنی صحیح ٹھیر سکتے ہیں لیکن دو نقص سے خالی نہیں۔ ایک یہ کہ بادی النظر میں قبل موتہٖ لیؤمننّ کی طرف معلوم دیتی ہے حالانکہ مذکورہ بالا معنوں میں بہٖ کی چوتھی مرجع کی طرف قرار دی گئی ہے دوسرا یہ کہ سیاق کلام اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اہل کتاب کو مسیح کا رفع منوایا جاوے نہ صرف صلیبی واقعہ کا وقوعہ۔ کہ فلاں وقت میں حضرت مسیح کو صلیب پر چڑھایا گیا تھا۔ کیونکہ اس سے پہلی آیات مسیح کا رفع ثابت کرتی اور منوانے کے لئے نص کا حکم رکھتی ہیں۔ اور اس احتمال میں گو لزوماً لازم آجاتا ہے۔ مگر یہ امر اس معنے کی نسبت کمزور ہے جسمیں رفع مسیح کا منوانا بطور نص ہو نہ بطور التزام ٭ اور بہٖ کا چوتھا مرجع موتہٖ کی تیسرے مرجع کے ساتھ جو معنی پیدا کرتا ہے وہ بھی بوجہ مذکورہ بالا کمزور اور ضعیف ہیں ٭ بہٖ پانچواں مرجع موتہٖ کے پہلے مرجع کے ساتھ ملکر یہ معنی ہوے کہ ہر ایک اہل کتاب صلیبی واقعہ کی غلط فہمی کا اپنے مرنے سے پہلے اقرار کرے گا اور مرگ کے وقت حقیقت جان لینے سے مان جائیگا۔ کہ مجھسے اسکی اصلیت سمجھنے میں غلطی ہوئی۔ اس معنی کی کمزوری کی وہی دلیل ہے۔ جو بہٖ کے تیسرے مرجع اور موتہٖ کے پہلے مرجع کے ملانے کے متعلق بیان ہو چکا ہے ٭ اور بہٖ کے پانچویں مرجع اور موتہٖ کے دوسرے مرجع کے ساتھ ملانے سے وہی تناقض گذشتہ پیدا ہوتا ہے۔ جو بہٖ کے تیسرے مرجع اور موتہٖ کو دوسرے مرجع کے ملانے میں آیت بل رفعہ اللہ الیہ کے ساتھ پیدا ہوا ہے اور بہٖ کا پانچواں مرجع موتہٖ کے تیسرے مرجع کے ساتھ ملکر بھی قابل التسلیم معنی پیدا نہیں کرتا۔ کیونکہ صلیبی واقعہ کی وقوعہ کی طرف صلیبی واقعہ کی غلط فہمی کا منوانا مقصود نہیں۔ بلکہ رفع مسیح کا قایل کرنا مطلوب ہے اس لئے یہ بھی ماقبل کی آیتوں کے مطابق رفع مسیح کے لئے نص کا کام نہیں دیتا۔ لہٰذا یہ بھی منقوض ہے ٭ اس کے بعد بہٖ کا چھٹا مرجع موتہٖ کے پہلے مرجع کے ساتھ یہ معنی پیدا کرتا ہے کہ ہر ایک اہل کتاب رفع مسیح کو اپنے مرنے سے پہلے مان جائیگا مگر ظاہر ہے کہ ان کے اسطرح ماننے میں نہ اپنی اور نہ غیر کے لئے کچھ فائدہ متصوّر ہو سکتا ہے۔ اور سیاق کلام کے خلاف صرف اور جبر اور تحکم ہی ہے، جسپر کوئی دلیل نہیں ٭ اور موتہٖ کی دوسرے مرجع کے ساتھ ملانے سے یہ معنے ہوتے ہیں کہ ہر ایک اہل کتاب رفع مسیح کو موت مسیح سے پہلے مان لے گا۔ مگر یہ معنی بھی سیاق کلام کے مخالف ہیں کیونکہ ماقبل آیات میں موت مسیح ثابت ہو چکی اور وہ ایمان نہ لائے سو یہی آخری احتمال بہٖ کا چھٹا مرجع اور موتہٖ کا تیسرا مرجع ہے جس کے مطابق آیت کے یہ معنی بنتے ہیں کہ تمام اہل کتاب حضرت مسیح بنی اسرائیل کی رفعی موت کو اُس کے منوانے والے مسیح موعود کے وفات سے پہلے مان جائینگے یعنی آخری زمانہ میں تمام اہل کتاب حضرت مسیح نبی اسرائیلی کی رفعی موت کو اُس کے منوانے والے مسیح موعود کی وفات سے پہلے ضرور ہی مان لیں گے۔ شاید کسیکو یہ اعتراض پیدا ہو کہ جب کہ حسب آیۃ والقینا بینھم العداوۃ والبغضاء الیٰ یوم القیٰمۃ یہودیوں کا کچھ حصہ باقی رہنا قیامت تک ضروری ہے تو آیت کا حصر کیسے ٹھیک ہو سکتا ہے۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ اس جگہ لیؤمنن کے معنے مان لینے کے ہیں۔ اور اسکی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ ایک یہ کہ دل و زبان سے مان کر دوسروں کو بھی آگاہ کر دیا جائے۔ دوسرے یہ کہ زبان سے تو مان لیا۔ مگر دوسرے کو آگاہی نہ دے تیسرے یہ کہ دل سے مان لیا مگر زبانی اقرار سے انکار کیا۔ چوتھے یہ کہ قوت حجت اور کمال روشنی کے باعث دل پر ایسا غلبہ ہو کہ جواب دہی سے ساکت رہے اور حیرت اور ندامت کے آثار چہرہ پر نمایاں ہوں۔ یہ بھی ایک قسم کا ماننا ہی ہے۔ اور آخری زمانہ میں جب مسیح کے رفع کے دلائل پوری قوت اور اتمام حجت اور کمال روشنی کے ساتھ دنیا میں پھیل جائیں گے تو ممکن نہیں کہ کوئی منکر سے منکر کتابی بھی لیؤمنن کے

ان وسیع معنوں سے خالی اور بے نصیب رہ جاوے گی۔ لہذا آیت کا حصر بالکل صحیح ہوا۔ اور آیت کے یہ معنے کہ مسیح موعود کی وفات سے پہلے کسر صلیب ہو جائے گا۔ اسطرح سے صحیح ہوے کہ حضرت کے بعد صاحبزادہ موعود جس کی بابت حدیث میں **یُولَدُ لَہٗ** کا لفظ بطور پیشگوئی ہے اور مسیح موعود علیہ السلام کا الہام بھی ہے کہ **کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ** - کسر صلیب کی کارروائی کا متمم اور مکمل ہوگا کیونکہ حضرت کی وفات کے بعد صاحبزادہ موعود کا وجود گویا حضرت کا وجود اور اُس کا کام گویا حضرت کا کام ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت کا کوئی خلیفہ ہی اس کام کو سر انجام دے یا یوں کہو کہ کسر صلیب کا جسقدر آسمانی سامان اور حربہ وغیرہ کی قسم سے کسر کے لئے ضروری ہوگا وہ سب مسیح موعود کے ہوتے مہیا ہو جائیگا۔ جیسا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو فرمایا گیا تھا کہ **الیوم اکملت لکم دینکم** حالانکہ اسلام کی ترقی خلفاء کے وقت میں ہوئی تھی اور ایسا ہی **ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ** میں آیا ہے غرض کسر صلیب کی تکمیل حضرت مسیح موعود کی وفات سے پہلے ان معنوں کے رو سے بالکل درست ہے **وھو المراد**۔

ناظرین پر مخفی نہ رہے کہ ان معنوں میں کئی فوائد ہیں۔ (اوّل) یہ کہ ہر وجہ قواعد نحویہ کے مطابق ہیں۔ دوسرے یہ کہ سیاق کلام کے بالکل موافق ہیں۔ تیسرے یہ کہ ماقبل کی آیات کے مطابق رفع مسیح کے منوانے کے لئے ایک نص قطعی ہیں۔ چوتھے یہ کہ آخر زمانہ کی کارروائی کو روشن کرتے ہیں۔ پانچویں یہ کہ اس سے مسیح اسرائیلی کی وفات بھی ثابت ہوتی ہے۔ اور اسقدر قوت اور خوبی دوسرے کسی احتمال اور معنے میں نہیں پائے جاتے اور جب کہ کئی وجوہات سے صرف اسی ایک معنی کو مرجح کیا گیا تو باقی تمام احتمالات ساقط ہو گئے۔

اس تمام تقریر کا خلاصہ مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالے نے حضرت مسیح کو یہودیوں کے قتل اور صلیب سے بچاکر اپنی طبعی موت سے مارا اور اس کے بعد اس کو اپنی طرف اُٹھالیا قرن اول میں یہ مسئلہ بلا اختلاف اسی طرح مانا گیا۔ لہذا اسکی تحقیقات کی ضرورت نہ پڑی لیکن چونکہ فیج اعوج کا زمانہ بعض ایسے مسائل کی اصلی حقیقت مخفی ہو جانے کا طبعاً مقتضی تھا جسکے متعلق کسی آیندہ زمانہ میں ابتلا منظور ہو اور ساتھ ہی اس کے جب ایک فتح عظیم کے بعد کسی برگزیدہ کو حضرت عزت سے انعام اور تمغہ ملنا مقصود ہوا۔ تو اس مسئلہ پر بھی رنگ اور کدورت پڑگئی اور اکثر علماء کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اُس پیشگوئی میں مسیح کے بالجسد اُترنے کا دھوکا لگا جس میں مسیح علیہ السلام کا نزول بتلایا گیا ہے۔ مگر ہاں اس مسئلہ کو صاف کرنا بڑا اہم کام تھا کیونکہ ایک ممتد زمانہ کے بہت سے علماء نے مسیح کے بالجسد چڑھانے اور اُتارنے کا غلطی سے خیال کر لیا تھا۔ اس لئے اس کا صاف کرنا آخری زمانہ کی **خاتم الائمہ** حضرت مسیح موعود کا کام بتلایا گیا۔ اسی لئے ان آیات میں حضرت مسیح کے رفع کے ثبوت میں بہت زور پایا گیا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ رفع مسیح کا مسئلہ آخری زمانہ میں خوب صاف اور اجلے کر دیا جائے گا اور ایسے روشن اور قوی دلائل اور براہین سے بپایہ ثبوت پہونچا دیا جائے گا کہ جس کے بعد صراحۃً انکار کرنا متصور نہ رہے گا۔ اور یہی امر دوسرے لفظوں میں کسر صلیب ہے۔ جس کے توڑ دینے کی بابت آیۃ **وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ** اور حدیث ابو ہریرہ رضے اللہ عنہ **والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل الخ** میں بیان ہے۔

اب مسیح کی وفات اور ان آیات کے معانی اور خصوصًا آیت **وان من اھل الکتب الخ** کے معنوں میں کوئی اخفا باقی نہ رہا۔

فالحمد للہ اولہ واٰخرہ۔

الراقم خاکسار مولیٰ بخش از ڈنگہ ضلع گجرات
۲۴ راپریل سنہ ۱۹۰۰ء

رسالہ سراج الحق

س الدین

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پروال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ ۱۲ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ۱۰ے جواہر میرانی ہاشمہ عہ مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیا نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے ضرور بچنا چاہیئے۔ المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

اسلئے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے بہت پانی جانا دھند سوزش ہر قسم جس کو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں۔ جالا کمزوری نظر ناخنہ پڑبال اور اندر کی جھلی کا زخم اور اُن سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔ راقم ڈاکٹر۔ ڈی۔ ایم۔ بی۔ ایم سانگلی صاحب بہادر ایم بی۔ ایم۔ ایس۔ سند یافتہ یونیورسٹی

۲۔ میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ ایک زیر علاج مریض مسماۃ انم دیوی عمر ۳۰ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں ہیں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پروال پڑتے تھے اُسکی آنکھیں سرخ رہتی تھیں اُنہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اُسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ اُن اشیاء کو جو اُس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خاں ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

۳۔ میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے اُن مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار اور تھیں استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاکسار ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر۔ ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

۴۔ میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کا سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اُس کو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے مسئلہ ۶ میں جمع کیا گیا ہے۔

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی مالک و ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا